سلسلہ خطبات جمعہ

حضرت مولانا حافظ محمد انوار الحق *
ضبط و ترتیب: حافظ محمد سلمان الحق انوار

اعمال صالحہ کے دنیوی اور اخروی فوائد اور ثمرات

نحمده و نصلي على رسوله الكريم اما بعد قال الله تعالىٰ في كلامه المجيد فاتقوا الله ما استطعتم واسمعوا واطيعوا وانفقوا خيرا لانفسكم ومن يوق شح نفسه فاولئك هم المفلحون (تغابن) وقال عليه الصلوة والسلام مانقصت الصدقة من مال ومازاد الله بعفو الاعزا وما تواضع احد لله الارفعه الله (مسلم)

گزشتہ جمعہ مذکورہ آیت و حدیث کے ضمن میں اخروی و بعد از مرگ درجات جو کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کیلئے مقرر تھے کا ذکر ہوا آج ان ہی اعمال صالح کی دنیوی و ظاہری اثرات و فوائد کا ذکر کرنے کی کوشش کروں گا۔

ترقی و بقا کے اسباب

ہر چیز کی ترقی و بقاء اور نشو و نما کے لئے دو سبب ہوتے ہیں ایک ظاہری اور دوسرا باطنی۔ مثلاً اگر ہم چاہیں کہ ہمارا بدن چست' تندرست اور صحت مند رہے تو اس کا ظاہری سبب تو یہ ہے کہ اچھی خوراک' اچھی فضاء' مناسب آرام اور ورزش وغیرہ جیسی اشیاء و امور سے اپنے بدن کو صحت مند رکھ کر اپنی عمر مین اضافہ کیا جائے جب کہ عمر کی درازی کا ایک حقیقی و باطنی سبب مرشد عالم صلعم نے بھی بیان فرمایا ہے کہ اس نیک عمل پر اگر چلنے کی کوشش کی جائے تو یہی عمل نہ صرف آخرت کے فوز و فلاح کا ذریعہ ہے بلکہ عمر میں زیادتی کا حقیقی سبب بن سکتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر عمل خواہ وہ خیر کا ہو یا شر اور برائی کا ہو عمل کرنے والے پر اپنا اثر چھوڑتا ہے مثال کے طور پر اسلام کے اعلیٰ ترین حسن معاشرت کے صرف ایک شعبہ قرابت داری' اور صلہ رحمی ہی کو لیجئے کہ ایک رشتہ دار جب دوسرے رشتہ دار جس کے ساتھ اس کے رحم کا رشتہ ہے کے مصائب و ضروریات میں اس کے کام آتا ہے اس کے ظاہری و تمدنی فوائد کا تو شمار ہی ناممکن ہے سب سے

* استاذ حدیث و نائب مہتمم جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

بڑا فائدہ جس کے لئے ہم دن رات مختلف اصول اپنا کر حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور وہ ہے عمر کی زیادتی و فراخی رزق وہ اسی دینی اصول صلہ رحمی کے ذریعہ ہی حاصل ہو سکتے ہیں:

رزق میں برکتیں:

حضور اکرم صلعم کا ارشاد ہے: عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من احب ان یبسط لہ فی رزقہ و ینسالہ فی اثرہ فلیصل رحمہ'

''رسول صلعم نے فرمایا جو شخص چاہتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی و وسعت ہو اور اس کی موت میں تاخیر کی جائے یعنی عمر دراز ہو تو اس کو چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک و احسان کرے۔''

گویا جو قرابت داروں کا حق ادا کرتا ہے ان کی خبر گیری میں مصروف اور ان کے مصائب میں فکر مند ہو کر ان کے ازالہ کی سعی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کی روزی کو کشادہ کر کے اس کی عمر کو بھی بڑھاتا ہے بلکہ قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی پر حضور ﷺ نے زور دیتے ہوئے یہاں تک فرمایا کہ جو مسلمان صلہ رحمی کا پابند ہے وہ اللہ سے اپنا تعلق جوڑتا ہے اور جو قاطع رحم ہے وہ صرف اسلامی معاشرہ و رشتہ داروں میں معیوب اور معتوب ہی نہیں بلکہ اللہ سے بھی اپنا رشتہ توڑتا ہے۔ ارشاد نبویؐ ہے: الرّحم معلقة با العرش تقول من وصلنی و صلہ' اللہ و من قطعنی قطعہ اللہ۔ (بخاری)

'' رحمِ انسانی اور قرابت داری نے عرش رحمان کو پکڑ کر کہا کہ جو مجھ سے ملائے گا تعلق جوڑے گا اللہ اس کو اپنے آپ سے ملائے گا اور جو مجھے کاٹے گا اس کو رب العزت کاٹے گا۔''

صلہ رحمی:

پھر اسلام کی فراخ دلی کو دیکھئے کہ اگر کوئی رشتہ دار اپنے حق کو ادا نہیں کرتا تو اس کے دوسرے قرابت دار اور عزیز کو یہ مناسب نہیں کہ یہ بھی اپنی صلہ رحمی کے حق کو ادا نہ کرے بلکہ در اصل صلہ رحمی اس کا نام ہے کہ جو عزیز کے حق کو ادا نہ کرے اس کے حق کو ادا کیا جائے حضورؐ کی تعلیمات یہ ہیں کہ صل من قطعک و اعف عن من ظلمک کہ اس کے ساتھ صلہ رحمی کا رشتہ قائم کیا جائے جو اس رشتے کو توڑتا ہے اور جو تیرے ساتھ ظلم و زیادتی کرے اسے معافی دی جائے۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: لیس الواصل بالمکافی ولکن الواصل اذا قطعت رحمہ وصلھا۔ (بخاری) ''جو بدلہ کے طور پر صلہ رحمی کرتا ہے وہ در اصل صلہ رحمی کا حق ادا کرنے والا نہیں بلکہ توڑے ہوئے رشتہ کو جوڑنے والا در اصل صلہ رحمی کرنے والا ہے۔''

یعنی دونوں احادیث کا مطلب یہ ہوا کہ اگرچہ زیادتی کرنے والے کا بدلہ اس کے زیادتی کے برابر اس کو سزا دینے کا جواز بھی شریعت میں فاعتدوا علیہ بمثل ما اعتدیٰ علیکم کی صورت میں ہے مگر بڑا اجر و مرتبہ تب

ہے جب آپ پر ظلم کیا جائے اور اس کو معافی دی جائے کیونکہ معافی بھی انتقام کی بہترین شکل ہے۔ زیادتی کرنے والا مخالف کے اس اعلیٰ سلوک سے متاثر ہو کر آئندہ ظلم و زیادتی سے شاید رک جائے۔ معافی کی شکل میں اس زیادتی کا بدلہ اجر و ثواب کی صورت میں اللہ دے گا اور خود بدلہ لینے کی صورت میں ثواب و اجر کی توقع ہی نہیں اس کی مثال تو اس راہ چلتے ہوئے شخص کی ہے کہ جسے راستے میں گدھے نے لات ماردی اور جواب میں یہ شخص بھی گدھے کو لات مار دے۔ زیادہ سے زیادہ یہی کہا جائے گا۔ کہ راہ گزر بھی گدھے کا ہم پلہ و ہم مشرب ہوا۔

صدقہ سے مال بڑھتا ہے:

بات ہو رہی تھی صدقہ کی کہ اس سے مال میں کمی نہیں ہوتی بلکہ مال اس سے بڑھتا ہے کیونکہ مال و دولت کے بڑھانے اور اس میں اضافہ کے لئے کئی اسباب ظاہر یہ لوگ اختیار کرتے رہتے ہیں کوئی سرمایہ کاری و تجارت کرتا ہے اور کوئی نوکری و کارخانہ سازی۔ غرض مال کے بڑھاوے کیلئے بے شمار حیلوں و تدابیر پر عمل کیا جاتا ہے اور ایک حقیقی سبب و ذریعہ حضور اکرمؐ نے بھی خطبہ کے ابتداء میں ذکر وہ حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ: ما نقصت الصدقة من مال۔ کہ صدقہ کرنے سے مال میں کمی نہیں آتی بلکہ اضافہ ہوتا ہے اگر چہ ظاہر میں دینے والے کا مال کم ہو جاتا ہے مگر حقیقت میں دنیا و آخرت میں اسکا بدلہ اللہ تعالیٰ اجر و ثواب کی صورت میں دیکر اس کو مزید در مزید بنا دیتا ہے۔

صدقات دینے سے مال میں اضافہ کی کئی بشارتیں احادیث میں دی گئی ہیں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ اے بنی آدم تو خرچ کر تو تجھ پر خرچ کیا جائے گا یعنی جو کچھ بھی تم اللہ کی رضا کے لئے خرچ کرو گے مال میں کمی اور اس کا تلف ہونے کا تصور مت کرو دنیا میں بھی اللہ دوسروں کے ذریعہ تمہارے اوپر خرچ کرنے کا انتظام کر دے گا۔ مثلاً ملازمت میں ترقی' زراعت کے ذریعہ فصل میں اضافہ کاروبار و تجارت میں منافع کی شکل میں اس کا بدلہ اس سے کہیں بڑھ کر تجھ کو دے دیا جائے گا۔

فرشتوں کی دعا:

اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والوں کے مال میں اضافہ کے لئے انسان کیا فرشتے تک دعا کرتے ہیں۔ حضورؐ کا فرمان ہے: ما من یوم تصبح العباد فیہ الا ملکان ینزلان من السماء فیقول احدهما اللهم اعط منفقا خلفاً و یقول الآخر اللهم اعط ممسکا تلفاً ۔ (بخاری۔ مسلم)

"روزانہ ہر صبح دو فرشتے اترتے ہیں ایک یہ دعا دیتا ہے کہ یا اللہ تو سخی اور خرچ کرنے والے کو مال میں زیادتی اور برکت دے اور دوسرا کہتا ہے کہ نہ دینے والے کنجوس اور بخیل کے مال میں کمی کر کے اس کو برباد کر دے۔"

ظاہر ہے کہ یہ دعا و بددعا آخرت کے لئے نہیں اسی دنیا کے بدل و خلف کا معاملہ ہے پھر ایک دوسری روایت میں ارشاد ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خرچ کرو حساب کتاب کے چکر میں نہ پڑو ورنہ خدا بھی تم کو مزید دینے کے بجائے

حساب و کتاب کا معاملہ شروع کردے گا اور جمع کرنے کی بیماری میں مبتلا نہ ہو کہ اللہ بھی اپنا ہاتھ روک لے بلکہ اپنی طاقت و استطاعت کے مطابق جو کچھ کم از کم ہو سکے اللہ کی راہ میں دے سکتے ہو ضرور دیتے رہو۔ کیونکہ صدقات دینے سے دنیا میں بھی مال میں اضافہ و برکت پیدا ہونے سے کمی کا نظریہ باطل ہو جاتا ہے اور یہ دعویٰ مفروضے پر مبنی نہیں بلکہ محسن انسانیت کی ایک حدیث جو امام مسلم لائے ہیں اس دعویٰ کی تصدیق کے لئے بہترین دلیل ہے حضور فرماتے ہیں کہ ایک دیندار شخص اپنی زمین کی پیداوار کے حصے کر کے ایک حصہ اپنے اور اپنے اہل و عیال کے استعمال کے لئے چھوڑتا اور ایک حصہ اللہ کے راستے میں صدقہ کرنے کے لئے جدا کر کے مستحقین میں تقسیم کر دیتا تھا جس کی وجہ سے اس کا کھیت صدقہ نہ کرنے والوں کے مقابلہ میں زیادہ سرسبز و شاداب اور فصل میں برکت ہو کر پیداوار بھی زیادہ ہوتا۔ اگر اس کے اپنے حصہ کے پانی سے اس کا فصل کی سیرابی نہ ہوتی دوسری جگہ پانی برس کر اس کے کھیت میں آ جاتا ایک دفعہ ایک شخص جنگل میں جا رہا تھا کہ اچانک کوئی بادلوں کو آواز دے کر کہہ رہا ہے کہ "اسق حدیقة فلان" فلاں نیک شخص کے باغ کو سیراب کر دو۔ چنانچہ اسی بادل نے اس باغ سے ہٹ کر ایک پتھریلی زمین پر خوب بارش برسائی وہ پانی بہہ کر ایک ایسی نہر میں گرا جو اس شخص کے باغ کو سیراب کرتا تھا۔ یہ غیبی آواز سننے والا شخص پانی کے ساتھ ساتھ جا رہا ہے تا کہ دیکھے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ پانی اس باغ میں نالیوں کے ذریعے پہونچ گیا۔ دیکھا کہ باغ میں ایک آدمی اس پانی کو درختوں کی جڑوں میں تقسیم کر رہا ہے اس راہ گیر نے اس شخص سے نام پوچھا بتانے پر معلوم ہوا کہ یہ وہی نام ہے جس کی طرف غیبی آواز میں نام لے کر بادل کو پانی برسانے کا حکم دیا گیا تھا۔ باغ کے مالک نے اس شخص سے اپنے نام کے پوچھنے کی وجہ جاننی چاہی کہ آپ میرا نام کیوں پوچھ رہے ہیں؟ تو اس مسافر نے کہا کہ انی سمعت صوتا فی السحاب الذین ھذا ماءہ یعنی میں نے اسی بادل سے جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی تھی کہ فلاں شخص کے باغ کو سیراب کر دو۔ آپ کا نام معلوم ہونے پر وضاحت ہوئی کہ آپ ہی کا نام بتایا گیا تھا۔ آخر آپ کیا عمل کرتے ہیں کہ بادلوں کو بھی حکم ہوتا ہے کہ دور برس کر پانی آپ کے باغ کو پہنچایا جائے۔ اس دیندار شخص نے کہا کہ میں اس باغ کی آمدنی کے تین حصے کر دیتا ہوں ایک حصہ اپنے اور بچوں کے استعمال کے لئے ایک حصہ باغ کے اخراجات اور تیسرا حصہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کے لئے مختص کر دیتا ہوں آپ کو اس واقعہ سے اندازہ ہوا ہوگا کہ اسی ایک عمل صدقہ کی برکت سے دنیا ہی میں اس کی پیداوار اور آمدنی دوسروں کے مقابلہ میں زیادہ ہو جاتی ہے۔

اسلام کے اصول انفاق:

صدقہ کے بارے میں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ انفاق فی سبیل اللہ صرف بڑے سرمایہ داروں اور دولتمندوں ہی کا کام ہے متوسط اور غریب لوگ اس سے مبرا ہیں۔ اسلام کے اصول انفاق کا مقصد یہی ہے کہ دوسرے سے لینے کی بجائے نظر کم از کم جو کچھ ہو سکے دینے پر بھی ہونی چاہیے خواہ حقیر سی شئی کیوں نہ ہو۔

حضرت ابو ہریرہؓ نے حضورؐ سے پوچھا کہ محبوب خدا سب سے بہتر صدقہ کون سا ہے؟ آپؐ نے فرمایا غریب آدمی اپنی محنت و مشقت سے پیدا کر کے کسی کو جو کچھ دے دے وہی بہتر و افضل صدقہ ہے۔

اسی اصولِ تصدق فی سبیل اللہ کو عام کرنے کے لئے آپؐ نے فرمایا جب سالن پکاؤ اور زیادتی کا امکان نہ ہو تو پانی ہی زیادہ کرلو کہ ہمسایوں اور ان لوگوں کی بھی رعایت اور دلجوئی ہو سکے جن کے ہاں کچھ بھی پکانے اور کھانے کے لئے نہیں اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو صدقہ کے زمرہ میں یہ بھی آتا ہے کہ کہ ایک معذور و ناتواں شخص کے ساتھ اس کام میں جس کا کرنے سے وہ معذور ہو مدد کر کے اس کا نامکمل کام کو پایہ تکمیل تک پہونچایا جائے حتیٰ کہ کسی کو اچھی بات اور کام کا امر دنیا یا کسی کو بری بات سے منع کرنا' بچانا بھی صدقات میں شامل ہیں۔

یہ بات واضح ہوگئی کہ صدقات کرنے سے مال میں کمی نہیں بلکہ دنیا میں بھی زیادتی ہوتی ہے اب ذرا اس طرف دیکھیں کہ عالم حشر میں صدقات کی زیادتی کی کیا صورت ہوگی۔

قبر میں اعمال صالحہ تحفظ کریں گے:

جیسے کہ پہلے بھی ایک موقع پر ذکر کر چکا ہوں کہ قبر میں دفنانے کے بعد جب چاروں طرف سے خوفناک عذاب اپنی طرف آتے ہوئے نظر آ کر لرزہ طاری ہوگا تو ایک طرف سے نماز دوسری طرف سے روزہ سر کی طرف سے قرآن اور پاؤں کی طرف سے یہی صدقہ و خیرات محافظ بن کر دوڑتے ہوئے عذاب کو روکیں گے۔

حضور اقدسؐ کا فرمان ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص قبر سے جب اٹھے گا تو اسکے سامنے جبل احد کے برابر نیکیوں کا ایک پہاڑ آئے گا یہ پوچھے گا یہ کیا ہے اسے بتایا جائے گا کہ یہ تمہاری نیکیاں ہیں وہ حیران ہو کر سوچے گا کہ یا اللہ اتنی نیکیاں کہاں سے آئیں' میں نے اتنے زیادہ اعمال صالحہ کا ارتکاب ہی نہیں کیا۔ جواب میں اسے بتایا جائے گا کہ اے انسان یہ وہی کھجور ہے جو اپنی حلال کمائی سے تم نے اللہ کی راہ میں خرچ کی اسے اللہ نے ترقی دے کر اتنا بڑھا دیا کہ پہاڑ کی شکل اختیار کر کے اب تیرے سامنے موجود ہے۔ اور اس کے بدلے اب اللہ تم کو اپنے انعامات سے نوازے گا اور اسی طرف اللہ جل مجدہٗ نے واضح انداز میں اپنے اس فرمان میں اشارہ بھی فرمایا کہ

سود اور صدقہ میں فرق:

یمحق اللہ الربوا و یربی الصدقات کہ اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ اس آیت کے ضمن میں اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتے ہیں کہ سود اور صدقہ دونوں کی حقیقت میں بھی تضاد ہے ان کے نتائج بھی متضاد اور اکثر ان دونوں کاموں کے کرنے والوں کی نیت میں بھی تضاد ہوتا ہے۔

حقیقت کا تضاد تو یہ کہ صدقہ میں مسلمان بغیر معاوضہ کے اپنا مال دوسرے کو دیتا ہے اور سود میں بغیر معاوضہ

کے دوسرے کا مال لیا جاتا ہے۔ اور دونوں کے کرنے والوں کی نیتوں کا تضاد یہ کہ صدقہ کرنے والا محض اللہ کی رضا اور ثواب آخرت کے لئے اپنے مال کو ظاہری طور پر کم کرنے کا فیصلہ کرتا ہے جب کہ سود لینے والا اپنے موجودہ مال پر ناجائز اور حرام زیادتی کا خواہش مند ہوتا ہے۔

نتائج کا متضاد ہونا قرآن کی اسی مذکورہ آیت سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ سود سے کمائے مال کو مٹادیتا ہے اور صدقہ کرنے والے کے مال اور اس کی برکت کو بڑھادیتا ہے جس کا خلاصہ یہ ہوا کہ مال کی زیادتی کی حرص کرنے والے کا مقصد پورا نہ ہوا اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے مال کو خرچ اور کم کرنے والے کے مال میں برکت پیدا ہو کر اس کے مال اور اس کے ثمرات واجور میں اضافہ ہو جاتا ہے۔

آیت کریمہ میں سود کے مٹانے اور صدقہ کو بڑھانے کا مطلب بعض مفسرین نے یہ بیان کیا کہ اس مٹانے اور بڑھانے سے مراد آخرت کو مٹانا اور بڑھانا ہے کہ سود خور کا مال آخرت میں اس کے کسی کام نہ آسکے گا بلکہ اس کیلئے عذاب کا سبب بن جائے گا اور خیرات کرنے والوں کا مال ان کے لئے آخرت کی ابدی نعمتوں کا ذریعہ بن جائے گا۔ یہ تفسیر بھی انتہائی اہم اور موقع ومحل کے مناسب ہے۔ مگر اس کمی وزیادتی کے اثرات اس دنیا میں نمایاں ہیں اکثر و بیشتر سود خور کا پورا پوار مال راس المال سمیت غرق اور ڈوب جاتا ہے اور اگر کہیں ظاہری طور پر نقصان سے بچ کر مال میں سود کے ذریعہ اضافہ ہو بھی گیا اور دنیا کی ساری مادی آسائشیں کسی سود خور کو میسر بھی آگئیں تو وہ اطمینان وسکون جو حلال و جائز طریقوں سے دولت حاصل کرنے والے شخص کو میسر ہے وہ اسے کہاں۔ آج اگر آپ کو کسی سپشلسٹ ڈاکٹر کے پاس جانے کا اتفاق ہو تو معالج کا پاس بیسیوں ایسے سود خور ساہوکار ملیں گے جو قسم قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو کر ڈیپریشن کا شکار ہوتے ہیں چند منٹ آرام کی نیند کو ترس ترس کر مصنوعی خواب وآرام کے لئے بے شمار قسم کی خواب آور دواؤں کا استعمال کرتے رہتے ہیں اللہ کی بے شمار اعلیٰ ترین نعمتیں باوجود کروڑوں روپے کے مالک ہونے کے۔ ان پر بطور پرہیز معالج کی طرف سے بند کردی جاتی ہیں اور اللہ کی ہر نعمت کو صرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ تو سکتے ہیں مگر استعمال سے محروم ہو کر ان کا سود کے ذریعہ کمایا ہوا مال ان کے حق میں بے قدر و قیمت سرمایہ ہی رہا۔ اس سے بڑھ کر دولت کا مٹنا اور کیا ہوگا۔

سودی نظام کا انجام:

آج کی دنیا کے ترقی یافتہ اور غیر شرعی تہذیب سے آراستہ ممالک میں امریکہ ویورپ کا شمار سرفہرست ہے ان کے اقتصادیات کی عمارات کی بنیادیں سودی نظام پر قائم ہیں اور ہم میں بھی کئی کمزور عقیدہ کے مسلمان ان کی ظاہری ترقی سامان راحت، فیکٹریوں، کارخانوں کی فراوانی اور دولت کی ریل پیل کو سودی نظام کا کارنامہ قرار دے کر اپنے ممالک میں بھی اسی کافرانہ نظام کے اجراء وبقاء پر مصر رہ کر اس کو اپنی ترقی کا زینہ قرار دے رہے ہیں۔ لیکن اگر ان کے

اس حدائی نظام سے متصادم نظام کے تحقیقی وغیر جانبدارانہ جائزہ لیا جائے تو سود کی شکل میں انسانوں کا خون چوس چوس کر اپنا بدن پالنے والوں کی ظاہری صورت اگرچہ پرکشش و آراستہ ہے مگر اندر سے ان کی حکومتوں کا پورا ڈھانچہ کھوکھلا ہو چکا ہے۔ ساری دولت پر چند گھرانوں اور کمپنیوں کا قبضہ ہونے کے بعد ان ملکوں کے رہنے والوں کی اکثریت احساس محرومی کا شکار ہو چکے ہیں اور وہ اپنی فلاح کے لئے ایک اور فطرت وقدرت سے متصادم نظام اشتراکیت کی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں اپنے ہی نظام کے خلاف اندر ہی اندر لاوا پک رہا ہے اور شکست وریخت کا شکار ہو چکے ہیں۔ پسماندہ اور غیر ترقی یافتہ ملکوں پر اپنا سکہ اور دبدبہ قائم رکھنے کے لئے جھوٹی اور مصنوعی ترقی کا ڈھنڈورہ پیٹ رہے ہیں جب کہ اندرونی طور پر اس نظام کی بدولت ان کا پورا اقتصادی ومعاشی ڈھانچہ مفلوج ہو کر تباہی کے کنارے پہونچ چکا ہے اور سودی نظام کے علمبرداروں کے بڑے بڑے محقق اور مستشرق اپنے ملکوں' وسودی نظام سے چھٹکارا دلانے کے لئے اسلام کے منصفانہ معاشی نظام کو اپنانے پر غور کر رہے ہیں۔ کیونکہ سودی کاروبار کی وجہ سے ان کے طویل وعریض حدود سلطنت سمٹ کر مختصر علاقوں میں محدود ہو کر رہ گئے ہیں۔ ہر سال لاکھوں تعلیم یافتہ افراد بے روزگاری کے ہاتھوں ڈاکہ زنی' لوٹ مار جیسے جرائم کا مرتکب ہو رہے ہیں۔ امیر دن بدن امیر ترین اور غریب اور پسماندہ لحہ لحہ غربت وافلاس کے اندھے اندھیروں میں گرتا جارہا ہے اور ان کو یقین ہو گیا ہے کہ سود کا آخری انجام دنیا میں بھی ذلت وخواری کے علاوہ اور کچھ نہیں۔

اب آیئے ان لوگوں کی حالت دیکھئے جن کے مطمع نظر صرف لوگوں کے خون چوس کر اپنی تجوریوں کو بھرنا نہ تھا کہ بلکہ انفاق فی سبیل اللہ کی برکت سے فقر وفاقہ کے بعد ایسا وقت آیا کہ ہر ایک کے گھر میں لاکھوں لاکھوں درہم آئے۔ قیصر وکسریٰ کے خزانوں کی چابیاں ان کے قبضہ میں آئیں لوگ صدقات وصول والوں کو تلاش کرتے رہے' کوئی لینے والا نہ ملتا۔ انہوں نے بھی مال کے پیچھے در در کی ٹھوکریں نہ کھائیں۔ اگر کسی کے پاس راحت وسکون کے اسباب کچھ کم بھی تھے مگر دولت مندوں سے زیادہ اطمینان وسکون قلب ان کو حاصل رہے' کیونکہ ان کو یقین کامل تھا کہ "مانقصت الصدقة من مال" کی خبر صادق آخرت کے اعتبار سے تو بالکل واضح ہے دنیا کے اعتبار سے بھی اگر حقیقت سمجھنے کی کوشش کی جائے تو اس میں کوئی شک وشبہ نہیں۔ اللہ جل جلالہ ہم کو بھی انفاق فی سبیل اللہ کے جذبہ سے سرشار ہونے کی توفیق نصیب فرماویں۔

العیون الصافیہ شرح مبنی للکافیہ (پشتو)

افادات: مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی　　ترتیب وتدوین: مولاداد ہمدرد افغانی

ضخامت: ۲۱۶ صفحات　　قیمت: ۸۰ روپے

ناشر: موتمر المصنفین دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک